بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ + عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۲/۳۷ | جمعرات ۴ رمضان ۱۴۰۳ھ | ۱۶ احسان ۱۳۶۲ ہش | ۱۶ جون ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۳۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ : ۱۵ احسان / جون - حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت ناساز ہے۔ پیشاب کی بھی تکلیف ہے۔

احباب کرام التزام اور توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجتماعی ملاقاتوں کی روداد

سب انبیاء کرام کی پیشگوئیوں کو ایک ہی پیمانے سے ناپا جانا چاہیئے

دیانتداری سے ایسا پیمانہ طے کر لیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں غلط فہمی کا امکان باقی نہیں رہتا

امارت درگا نوالی ضلع سیالکوٹ اور شاہدرہ ٹاؤن سے آئے ہوئے وفود سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

(مرتبہ:- بشیر احمد اختر صاحب - صیغہ زود نویسی ربوہ)

مورخہ ۲ فتح ۱۳۶۱ ہش (۲ دسمبر ۱۹۸۲ء) کو امارت درگا نوالی ضلع سیالکوٹ اور شاہدرہ ٹاؤن لاہور سے آئے ہوئے وفود نے، جن میں متعدد مہمان دوست بھی تھے، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی ان ملاقاتوں کی روداد صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

درگاں والی ضلع سیالکوٹ

ملاقات میں تعارف کے دوران یہ معلوم ہونے پر کہ بعض احمدی دوست حلقہ درگا نوالی سے تعلق نہیں رکھتے، حضور نے فرمایا۔

ملاقات کیلئے اصولی ہدایت

"یہ غلط طریق ہے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری سے کہا ہوا ہے کہ جو گروپ ملاقات کیلئے آئے اگر ان کے ساتھ کوئی زائد آدمی آنا چاہے تو پہلے اجازت حاصل کرے" جو دوست اس گروپ میں شامل نہیں تھے انہوں نے عرض کی ہم مربی صاحب کی اجازت سے شامل ہوئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

"مربی صاحب کو تو اس بات کا حق نہیں تھا یہ بے اصولی حرکت ہے۔ آپ سے ملنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہی آپ دوستوں کی شمولیت پر اعتراض ہے۔ اس طریق کار پر اعتراض ہے جو اسوقت اختیار کیا گیا ہے۔ اصولی طور پر یہ غلط حرکت ہے۔ اس لئے جس نوعیت کے وفد کی ملاقات کے لئے اجازت لی جائے وہ اسی نوعیت کا رہنا چاہیئے۔ اگر زائد آدمی کی اجازت لینی ہے تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے لکھکر اجازت حاصل کی جائے۔ آخر لکھنے میں کیا حرج ہے

اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ چونکہ میں پرائیویٹ سیکرٹری کو ہدایت دے چکا تھا اس لئے میں ان سے پوچھ رہا تھا کہ آپ نے اس ہدایت کی کیوں خلاف ورزی کی ہے"۔

پھر پرائیویٹ سیکرٹری سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"آئندہ سے جو بھی وفد ملاقات کی اجازت لینا چاہتا ہے اس کو پہلے بتا دیا جائے کہ اگر آپ نے کوئی مزید آدمی شامل کرنا ہے تو پہلے بتائیں۔"

اس کے بعد غیر از جماعت دوستوں کا حضور سے تعارف کرایا گیا۔ حضور نے ان سے فرمایا

"آپ لوگ صرف شہر دیکھنے کیلئے آئے ہیں یا تحقیق کا بھی شوق ہے"؟

اس پر کالج کے ایک غیر از جماعت طالبعلم نے عرض کی کہ جماعت احمدیہ کے متعلق آئے دن مختلف قسم کی باتیں سننے اور پڑھنے میں آتی ہیں۔ اس لئے ہمارے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ربوہ جا کر معلوم کریں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

حضور نے فرمایا

"اپنے علماء وغیرہ سے آپ مختلف قسم کی جو باتیں جماعت احمدیہ کے متعلق سنتے ہیں یا اخبارات میں پڑھتے ہیں، ان میں اور اصل حقائق میں فرق کرنے کا تو اسوقت موقع نہیں ہے۔ یہ تو آپ خود دیکھ لیں گے۔ جو کانوں سے سنا ہے جب اسکو آپ آنکھوں سے دیکھیں گے تو خود JUDGE کر لیں گے"

اس نوجوان نے عرض کی کہ میں نے بعض سوالات نوٹ کئے ہوئے ہیں جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

حضور نے فرمایا

"کوئی ایک معین سوال کریں"

اس پر اس نے عرض کیا کہ سوالات اس نوعیت کے ہیں کہ میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کون سا کروں اور کون سا چھوڑ دوں

حضور انور نے فرمایا۔

جوابات کا آسان طریق "ٹیپس"

"میں آپ کو ایک آسان طریق بتاتا ہوں جہاں تک تفصیلی طور پر مختلف اعتراضات کا سوال ہے، ان کے جوابات دو طرح سے دیئے جا چکے ہیں اور وہ اتنا لمبا مضمون ہے کہ جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے اس چھوٹی سی نشست میں طے ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ ہمارے پاس مختلف سوالات کے جوابات پر مشتمل ٹیپس ہیں میری بھی اور دوسرے علماء کی بھی۔ ہم مختلف جگہوں پر دورے کے سلسلے میں جاتے رہے ہیں وہاں جو بھی مہمان ہوتے تھے ان کو ہم سوالات کی دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ جس کے دماغ میں جو بھی سوال آیا، اس نے کیا اور ہماری طرف سے تسلی بخش جواب دیا گیا پھر مہمان دوست ہزارہا کی تعداد میں جلسہ سالانہ پر آتے رہے ہیں ان کو بھی ہم سوالات

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ - پبلشر: مسعود احمد - پرنٹر: سید عبدالحی - مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ - قیمت: ۵۵ پیسہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا موقع دیتے رہے ہیں۔ بہرحال کچھ سوالوں کے جواب آپ کو ٹیپس کی شکل میں مل جائیں گے۔ ان کا سننا بھی آسان ہے۔ فارغ وقت میں انسان دلچسپی سے سن سکتا ہے۔

جوابات بذریعہ کتب

اکثر سوالات ایسے ہیں جن کے جواب کتابی شکل میں موجود ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ بار بار ان اعتراضات کو چھیڑا جائے اور ہر ایک کا الگ الگ جواب دیا جائے، بہتر ہے کہ آپ پہلے ان مضامین میں سے نکل جائیں۔ کچھ ٹیپس حاصل کر لیں۔ کچھ کتابیں لے لیں اگر کوئی ایسا اعتراض ہو جس کا جواب ان میں نہ ملے یعنی آپ کے ذہن میں ایک نیا سوال آئے اور پہلے اس کا جواب موجود نہ ہو یا جواب تو ہے، لیکن آپ کی تشفی نہیں ہوتی، تو ایسی صورت میں مزید گفت و شنید بھی ہو سکتی ہے۔

آپ چونکہ یہاں تشریف لائے ہیں اس لیے بہرحال آپ کو خالی تو نہیں جانے دینا کہ کتابیں لے لو اور چپ کر کے چلے جاؤ۔ اس کا طریق یہ ہے کہ آپ ہمارے سلسلہ کے علماء جو یہاں موجود ہیں اُن سے ملیں۔ ان کے پاس نسبتاً زیادہ وقت ہوتا ہے۔ وہ اسی کام کے لیے وقف ہیں۔ مولوی دوست محمد صاحب سے ملیں اور گفتگو کریں۔ (حضور کو بتایا گیا کہ وہاں سے ہو آئے ہیں۔ کافی لمبی گفتگو ہوئی ہے) ان کے علاوہ اور بھی علماء ہیں۔ ان کے پاس جائیں۔ جو سوالات عمومی نوعیت کے ہیں ان کے بارے میں بفضلہ تعالیٰ سارے علماء آپ سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی خاص بات مجھ سے کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

وہ نوجوان کہنے لگے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ سے کوئی سوال بھی نہ کروں۔

حضور نے فرمایا۔

ایک سوال چن لیں

"آپ میری پوری بات سُن لیں۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ جو جواب بار بار دیئے جا چکے ہیں اگر میں اس وقت ان کو دہرانے لگ جاؤں تو جتنی ملاقاتوں کا آج میں نے وقت دیا ہوا ہے وہ سارا ختم ہو جائے گا لیکن جوابات پھر بھی ختم نہیں ہوں گے اور اکثر ملنے والے باہر سے آئے ہوتے ہیں ان کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اب میری ذمہ داریاں اور قسم کی ہیں۔ اس سے پہلے تو میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں دوستوں میں جا کے بیٹھ جاتا تھا، چاہے سو آدمی بھی آئے ہوں اور کہتا تھا کہ جبتک آپ کے سوال ختم نہیں ہوتے، میں یہیں بیٹھا رہوں گا۔ اس لیے میں جواب دینے سے کبھی نہیں گھبراتا۔ لیکن اب چونکہ میری نئی ذمہ داریوں کے نتیجے میں میرے پاس ایسی مجالس کے لیے وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لیے اس پوزیشن کو آپ کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے باوجود میں آپ کے کسی نہ کسی سوال کا جواب ضرور دوں گا۔ آپ کوئی ایک سوال چن لیں۔ اور آپ دوسرے دوستوں کے نمائندہ ہوں گے۔

ایک سوال

چنانچہ انہوں نے سوال کیا کہ احمدی مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کو جائیداد سے عاق کر دیا تھا۔ کیوں؟

حضور نے فرمایا۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کا سوال دراصل محمدی بیگم کی پیشگوئی کے متعلق ہے۔"

اس پر وہ نوجوان کچھ شرمندہ سا ہو کر کہنے لگا۔

"ہاں آپ درست کہتے ہیں"

حضور نے فرمایا۔

"یہی سوال مجھ سے نارووال کی ایک مجلس میں ہو چکا ہے اور اس سے بہت زیادہ ہشیاری اور بڑی لمبی تمہید کے ساتھ۔

یہ سوال تو مختصر ہے لیکن اس کا جواب بہت لمبا ہے۔ جواب اس لیے لمبا ہے کہ اس پیشگوئی متعلق تمام امور کی وضاحت کے لیے کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ درکار ہے۔ یہ بتانا ہوگا کہ کب اعلان کیا؟ کیوں کیا؟ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی نکلی؟ وغیرہ۔"

اس پر وہ نوجوان کہنے لگا۔

"میں اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا"

حضور نے فرمایا۔

سوال کی غلط بنیاد

"آپ تفصیل میں جانا چاہیں یا نہ چاہیں، لیکن میں تفصیل میں جانا چاہوں گا۔ جب سوال ہو جائے تو جواب دینے والا چاہتا ہے کہ میں تفصیل میں جاؤں۔ میرا کام بحث تو ہے نہیں۔ میرا کام تو مطمئن کرانا ہے۔ اور مطمئن کرانے کے لیے وہ شرطیں ہیں جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔

آپ کے اطمینان کی خاطر میں ایک اصولی اور بنیادی بات بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر سامنے ہونی چاہیے۔ جبتک اصل تحریرات سامنے نہ ہوں، اس وقت تک ہمارے معترضین کی طرف سے پیش کردہ تحریر یا ایک چھوٹے سے اقتباس کے اوپر سوال کی بنیاد ڈالنا ہی غلط ہے۔

جہانتک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے، میں نے بتایا ہے کہ اس کا تفصیلی جواب ایک بحث میں آچکا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ سوال کثرت سے ہوتا ہے اس لیے ہمارے لٹریچر میں اس کے تفصیلی جواب موجود ہیں۔ آپ پہلے ان کا مطالعہ کریں۔

جو بات میں نے سب سے پہلے کہی تھی میں اب بھی اس پر قائم ہوں کہ جو باتیں بار بار زیر بحث آچکی ہوں ان کا مطالعہ کیے بغیر ہر سوال کو از سرِ نو چھیڑنا اور پھر مجھے پابند کرنا کہ میں ہی جواب دوں، یہ بات میرے دوسرے فرائض کی راہ میں حائل ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک آپ ہی تو نہیں جو ملنے آئے ہیں۔ یہاں تو ہزارہا غیر از جماعت دوست تشریف لاتے ہیں۔ اگر مجھے پابند کر دیا جائے کہ میں ایک ہی سوال کا جواب دیتا رہوں تو میرے پاس صرف اسی کام کے لیے رمضان چوبیس گھنٹے سے بھی زیادہ وقت ہونا چاہیئے۔ اس لیے آپ میری معذوری کو مدنظر رکھیں۔ اگر آپ کوئی ایسا سوال کریں جو ROUTINE سے ہٹا ہوا ہو تو میں ضرور جواب دوں گا۔ مثلاً آپ کے سیالکوٹ سے کچھ پروفیسر تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ اور دوست بھی تھے۔ انہوں نے بعض ایسے سوال کیے جن کا جواب عموماً ہمارے لٹریچر میں نہیں ہے بڑے عالمانہ سوال تھے۔ بعض سوال خدا تعالیٰ کی ہستی سے متعلق تھے۔ پھر مخالفین کی طرف سے اسلام پر کیے گئے اعتراضات تھے۔ ایسی بہت سی باتیں تھیں۔ چنانچہ میں نے ان کو فوری جواب دیا۔ ایک دوست نے ایسے سوال کیے جو ROUTINE کے پٹے ہوئے سوال تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ کتابیں موجود ہیں۔ آپ ان کو پڑھ لیں۔ اور اگر میری زبان سے ہی سننا چاہتے ہیں تو میری زبان سے ہی ٹیپس کی صورت میں جواب موجود ہیں۔ جب میری زبان سے دیئے گئے جواب موجود ہیں تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ میں دوبارہ وہی جواب دوں۔

کلمہ کے الفاظ

ایک غیر از جماعت نوجوان کی طرف سے سوال ہوا کہ میں نے کئی جگہ یہاں صرف لا الہ الا اللہ لکھا ہوا دیکھا ہے اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کیوں نہیں لکھا گیا تاکہ پورا کلمہ ہو جائے۔

حضور نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حدیث ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں (اس پر اس نوجوان نے عرض کی کہ ہاں، اس کے ساتھ حدیث کا حوالہ بھی دیا گیا ہے) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی میری طرف ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے نہیں کہی تو وہ جہنم میں اپنی جگہ بنا لے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ نہیں ہیں۔ تو آپ ہم سے یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ ہم جہنم میں اپنی جگہ بنائیں۔"

اس نوجوان نے عرض کیا کہ مسلمان ہونے کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شرط ہے۔

فرمایا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بطور کلمہ

"وہ کلمہ ہے۔ جب ہم کلمہ لکھتے ہیں تو پورا لکھتے ہیں یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آپ 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' والی حدیث کا مفہوم نہیں سمجھے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات باب ثواب التسبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر)

کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ افضل الذکر ہے۔ آپؐ نے خود مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو اس میں شامل نہیں کیا اس لیے کہ ذکر صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ذکر ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ذکر کے طور پر ہر جگہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آیا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ساتھ نہیں آیا۔ بعض لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں۔ کہ کلمہ قرآن کریم میں اکٹھا کہیں نہیں آیا مگر وہ اس فرق کو نہیں سمجھتے۔

کہتے ہیں۔

ماں سے زیادہ چاہے پھپھے کٹنی کہلائے۔

کیا اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ کسی کو کلمے کی غیرت ہے؟۔ قرآن کریم میں متعدد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آیا ہے مگر کسی جگہ بھی اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں۔ اس لیے کہ اصل چیز توحید ہے اور رسالت اس کے بعد آتی ہے۔

کلمہ اور ذکر

پس جہاں کلمہ ہوگا وہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی آئے گا۔ لیکن جہاں 'ذِکْر' ہوگا وہاں صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آئے گا۔

علاوہ ازیں یہ تو حدیث ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اس لیے اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں فرمایا۔ تو کسی مسلمان کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

ایک غیر از جماعت دوست کی طرف سے سوال ہوا کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کوئی غلط بھی ثابت ہوئی؟

پیشگوئیوں کے بارہ میں اصول

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:-

"جتنے بھی انبیاء آئے ہیں ان کو ایک ہی پیمانے سے ناپیں گے یا دو سے؟ پہلے آپ یہ فیصلہ کرلیں۔ (اس پر اس نوجوان نے عرض کی کہ پیمانہ تو سب کے لیے ایک ہی ہونا چاہیئے۔ تو حضور نے فرمایا) اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ دنیا میں جتنے انبیاء کی پیشگوئیاں ہمارے سامنے موجود ہیں وہ ساری کی ساری اس طرح وضاحت سے پوری ہوئیں کہ کسی پر بھی اعتراض کی گنجائش تک باقی نہیں رہتی اور ایسا ثابت بھی ہو جائے تو بعینہٖ اسی پیمانے پر حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کو ناپیں۔ لیکن اگر دعویدار یہ بات ثابت نہ کر سکے بلکہ جن نبیوں کو وہ یقیناً سچا سمجھتا ہے ان کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق خود تسلیم کرے کہ ان پر اعتراض بھی وارد ہوتے ہیں اور ہم ان کا حقیقی جواب نہیں دے سکتے، تو پھر اسی پیمانے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ناپنا چاہیئے آپ کی دفعہ آور خدا کیوں ہو جائے۔ وہی خدا ہونا چاہیئے جو پہلے تھا۔

انذاری پیشگوئی کا ٹل جانا

اب میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ بعض انذاری پیشگوئیاں توبہ کے نتیجہ میں ٹل جاتی ہیں اور بظاہر پوری نہیں ہوتیں۔ اسی طرح خوشخبریوں کی بعض پیشگوئیاں بھی ٹل جاتی ہیں جب قوم ان کی اہل نہیں رہتی۔ اس دعوے کی تائید میں قرآن کریم سے میں دو مثالیں پیش کرتا ہوں تاکہ کوئی شک نہ رہے

قرآن کریم بتاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے متعلق عذاب کی پیشگوئی کی پیشگوئی اتنی قطعی تھی کہ دن اور وقت معین ہو گئے اور کوئی استثنا نہیں رکھا۔ اس کے باوجود وہ عذاب نہیں آیا۔ اس پر حضرت یونسؑ کو اتنا دکھ پہنچا اور اس قدر حیاء غالب آئی کہ آپ کشتی پر سوار ہو کر کہیں اور چلے گئے اور عہد کر لیا کہ اب میں اپنی قوم کی طرف واپس نہیں لوٹوں گا۔ ادھر قوم میں یہ واقعہ ہوا کہ ساری کی ساری قوم اس عذاب کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے شہر سے باہر نکل گئی اور اللہ کے حضور روئی اور گڑگڑائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غالب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو عذاب سے بچا لیا۔ لیکن اگر اسوقت آج کے معترض ہوتے تو انہوں نے حضرت یونسؑ کو ضرور جھٹلا دینا تھا۔ انہوں نے کہنا تھا کہ پیشگوئی میں کوئی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی تھی۔ تم نے بڑی پکی پیشگوئی کی اور کہتے رہے ہو کہ آسمان پر یہ واقعہ طے ہو گیا ہے اور یوں آسمان پہ لکھا گیا ہے مگر اب تم ان باتوں سے مکر رہے ہو۔ آپ ایسے معترضین کو جواب دیتے ہیں کہ تم یہ بتاؤ کہ کیا ان لوگوں نے استغفار کی یا نہیں اگر ثابت ہو جائے کہ استغفار نہیں کی تو میں لازماً جھوٹا ہوں۔ اور اگر ثابت ہو جائے کہ استغفار کی ہے تو پھر اس دفعہ خدا اپنا سلوک کیوں بدلے گا۔

پس اس قسم کے ہر اعتراض کا یہ اصولی اور بنیادی جواب ہے۔ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو جانچیں۔

خوشخبری کا بدل جانا

دوسری مثال ہے خوشخبری کے بدل جانے کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چالیس سال کا وعدہ کیا تھا جو بھی وعدہ تھا وہ معین وقت پر پورا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے پورا ہونے کی مدت کو لمبا کر دیا۔

اب وہی اعتراض جو معترض ہم پر کرتے ہیں، یہاں بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا عالم الغیب نہیں تھا؟ کیا خدا کو پتہ نہیں تھا کہ یہ باتیں پیدا ہو جائیں گی۔ پھر اس نے ایسا وعدہ ہی کیوں کیا؟ تو اس قسم کے اوٹ پٹانگ سوال بھی کئے جاتے ہیں۔ پس اگر ایسے سوال جائز ہیں تو پھر نہ خدا کو مانو، نہ حضرت موسیٰؑ کو مانو۔ پھر حضرت مرزا صاحب کو ماننے کا کیا سوال باقی رہ گیا۔ لیکن اگر اس خدا کو بھی مانتے ہو اور اس نبی یعنی حضرت موسیٰؑ کو بھی مانتے ہو جس کے ساتھ یہ واقعہ گذر چکا ہے، تو پھر حضرت مرزا صاحب سے اس کے برعکس نمونہ کیوں چاہتے ہو؟

پیشگوئیوں کا مشروط ہونا

سوچنے والی بات صرف یہ ہے کہ وہ شرطیں موجود ہیں یا نہیں جن کے تابع اللہ تعالیٰ اس قسم کے فیصلے ٹال دیتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کے معاملہ میں یہ شرط تھی کہ قوم قربانی کرے گی تو شہر فتح ہو گا ورنہ نہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ شہر میں داخل ہو کر دشمنوں سے لڑو تا تمہیں فتح نصیب ہو۔ لیکن قوم نے انکار کر دیا اور کہا جا تو اور تیرا خدا لڑو اور ہم یہاں انتظار کرتے ہیں۔ جب فتح ہو جائے گی تو ہم بھی آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس حرکت سے اتنا ناراض ہوا کہ اس نے کہا اب تمہارے لئے اس شہر کو فتح کرنا مقدر ہی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ بھی ان کے ساتھ تکلیف اٹھاتے پھرتے رہے حالانکہ وہ معصوم تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنا پکا وعدہ پورا کیوں نہ ہوا؟ اس لئے کہ قوم نے نااہلی کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے خوشخبری بھی ٹل گئی۔ پھر سب سے بڑے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ثابت ہے کہ آپؐ نے ایک رؤیا دیکھی اور اس وقت آپؐ نے اس کی اور تعبیر کی۔ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ تعبیر کچھ اور تھی۔ اب کیا کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ معاملہ فہم اور حقیقت شناس ہو سکتا ہے؟۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فلاں جگہ ہجرت کروں گا اس سے میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا۔ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ وہ مدینہ تھا[1]۔

آنحضورؐ کی ان پیشگوئیوں پر غیر مسلم اسی طرح اعتراض کرتے آئے ہیں جس طرح آج معترضین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس نبی پر وحی نازل ہوئی کیا اس کو بھی پیشگوئی کی حقیقت کا پتہ نہیں تھا؟ اس کو تو ضرور پتہ ہونا چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ آپؐ نے اپنی پیشگوئی کی تاویل کی ہے۔ اس لئے آپ لازماً سچے نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہم ایسے معترض غیر مسلموں کو کہتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ کیونکہ تمہارے انبیاء کے متعلق تو اس سے بھی زیادہ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ پھر اگر وہ سچے ہیں تو آنحضرت کیوں سچے نہیں؟

اس پر سوال کرنے والے نے عرض کی کہ پھر حضرت مرزا صاحب کو بھی اسی نسبت سے جانچنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا۔

"ہاں، اسی نسبت سے جانچنا چاہیئے۔ آپ نے بڑی عقل کی بات کی ہے۔ نسبت بھی وہی قائم ہونی چاہیئے اور نوعیت بھی وہی ہونی چاہیئے یعنی اسی طرح پوری ہونی چاہیئے اصول ایک ہی چلے گا۔ پہلے سب انبیاء کو دیانتداری کے ساتھ ایک ہی پیمانے پر جانچنے کا فیصلہ کریں پھر وہ پیمانہ طے کریں اور پھر اسی پیمانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پرکھیں، تو غلط فہمی کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

ایک اور غیر از جماعت دوست نے عرض کی کہ احمدی علماء سے جب بات ہو تو وہ ایک ہی سوال کے کئی جواب دیدیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا۔

"اگر علماء مختلف جواب دیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ایک سوال کے کئی جواب ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو میں ایک بڑی دلچسپ بات بتاتا ہوں۔ شاذلی ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ انہوں نے رؤیا دیکھا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت اترا ہے۔ سارے انبیاء زمین پر بیٹھے ہیں اور آپؐ تخت پر بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ جواب دیتے ہیں۔ یہ بیٹھے ہیں۔ ان کو دیکھ لو۔ اس پر حضرت موسیٰؑ ان میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں تمہارا مقام بہت بلند ہے۔ ایک سوال کا جواب دو۔ وہ بہت سے جواب دیدیتے ہیں۔ ایک جواب نہیں دیتے۔ (یہ سارا کشفی نظارہ یا رؤیا ہے) تو حضرت موسیٰؑ ان سے کہتے ہیں کہ تم اچھے عالم ہو۔ اتنا بڑا مقام ہے تمہارا۔ سوال میں نے ایک کیا اور آگے سے تم نے کئی جواب دے دیئے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ تم اپنا جواب بھول گئے۔ خدا نے تم سے صرف یہ پوچھا تھا کہ اے موسیٰ! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو جواباً کہنا تھا سونٹا۔ کیونکہ سوال ایک ہی تھا مگر تم نے آگے سے کئی جواب دے دیئے[2]۔

---

[1] حدیث کی عبارت جس میں ہجرت کا ذکر ہے مندرجہ ذیل ہے۔

رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُھَاجِرُ مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی اَرْضٍ بِھَا نَخْلٌ فَذَھَبَ وَھْلِیْ اِلٰی اَنَّھَا الْیَمَامَۃُ اَوْ ھَجَرُ فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ یَثْرِبُ۔

حضور فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسے علاقے کی طرف ہجرت کروں گا جس میں کھجوریں بکثرت ہوں گی۔ سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا۔ لیکن بعد میں وہ مدینہ یثرب ثابت ہوا۔ (بخاری کتاب التعبیر باب اذا رأی بقراً تنحر)

[2] امام شاذلی کی رؤیا۔

اصل حوالہ درج ذیل ہے۔

"ذَکَرَ الرَّاغِبُ الْاَصْفَھَانِیْ فِی الْمُحَاضَرَاتِ اَنَّہٗ قَالَ الْاِمَامُ الشَّاذِلِیْ قدس سرہ صَاحِبُ الْبَحْرِ اِضْطَجَعْتُ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی فَرَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ قَدْ نُصِبَ تَحْتَ خَارِجِ الْاَقْصٰی فِیْ وَسْطِ الْحَرَمِ فَدَخَلَ خَلْقٌ کَثِیْرٌ اَفْوَاجًا اَفْوَاجًا فَقُلْتُ مَا ھٰذَا الْجَمْعُ

باقی حاشیہ صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ یہ واقعہ بڑا دلچسپ تھا اور آپ کے سوال پر چسپاں ہو رہا تھا اس لئے میں نے بیان کیا ہے۔"

آخر پر حضور نے سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

شاہدرہ ٹاؤن لاہور

اس ملاقات کے بعد بعض احباب نے حضور سے انفرادی ملاقات کی اور پھر شاہدرہ ٹاؤن لاہور سے آئے ہوئے احمدی اور غیر از جماعت دوستوں کے ایک گروپ کو ملاقات کا موقع دیا گیا۔ چونکہ نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا اس لئے حضور نے فرمایا:۔

"تفصیلی گفت و شنید کا تو اب میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمارے علماء یہاں موجود ہیں۔ غیر از جماعت دوستوں کو ان کے پاس لے کر جائیں۔ ویسے کوئی چھوٹی سی بات پوچھنا چاہیں تو بے شک شوق سے پوچھیں۔"

اس پر ایک غیر از جماعت دوست نے حضور کی خدمت میں ایک خط پیش کیا جس میں انہوں نے اپنی بیوی کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے حضور سے درخواست کی کہ بیماری کے دور ہونے اور اولاد کی نعمت سے نوازے جانے کے لئے دعا کی جائے۔ حضور نے فرمایا۔

"میں ہومیو پیتھک دوائی بھی تجویز کروں گا اور انشاء اللہ دعا بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے" چنانچہ حضور نے اسی وقت مربی صاحب شاہدرہ ٹاؤن کو دوائی کا نام نوٹ کروایا اور پھر اُن صاحب سے فرمایا۔

"دوائی کے استعمال کے ساتھ ساتھ مجھے خط بھی لکھتے رہیں اور صورت حال سے آگاہ کریں تاکہ میں دعا کرتا رہوں۔"

ایک غیر از جماعت دوست جو سکول ٹیچر ہیں اور پہلی دفعہ ربوہ تشریف لائے، انہوں نے ربوہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "یہاں کے ماحول سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ علماء سے جو کچھ سُنا تھا اس کے بالکل برعکس پایا۔ آج میری زندگی کا آغاز ہے" پھر حضور سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کی کہ "آپ اس گروہ میں شامل ہیں جن کا ذکر خدا نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیا ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں"

حضور انور نے فرمایا۔

"میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے آپ کے اندر نیک تبدیلی پیدا کرے دل کو اطمینان نصیب ہو۔ آپ کی سب مشکلات کو دور فرمائے اور آپ کے رزق میں برکت دے۔

آپ کبھی کبھار بطور یادداشت لکھ دیا کریں اور خط میں اپنا تعارف کروا دیں تاکہ میں آپ کو پہچان جاؤں"

ایک احمدی دوست نے عرض کی کہ یہ شیعہ دوستوں کی مجلسیں بھی پڑھتے ہیں۔ ویسے شیعہ نہیں ہیں۔

اس پر حضور نے فرمایا۔

"میں آپ کے الفاظ سے ہی سمجھ گیا تھا۔ کوئی حرج نہیں۔ بے شک پڑھیں۔ ان کے دل میں نیکوں سے محبت کی تمنا اور شوق ہے۔ تبھی تو مجلسیں پڑھتے ہیں۔ اس لئے کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔"

یہ غیر احمدی دوست جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ حضور پُر نور کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور اپنے دلی جذبات کا اظہار ایک شعر کی صورت میں کیا اور عرض کی کہ دل میں یہ تشنگی لے کر جا رہا ہوں کہ آپ سے دوبارہ ملاقات ہو۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں دعا کریں اللہ پھر ملاقات کا سامان پیدا فرمائے۔

حضور نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ بار بار ہماری ملاقات کرائے۔"

آخر پر حضور نے سب سے مصافحہ فرمایا اور پھر نماز ظہر پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳

فَقَالُوْا جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَدْ حَضَرُوْا لِيَشْفَعُوْا فِيْ حُسَيْنِ الْحَلَّاجِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَاعَةِ اَدَبٍ وَقَعَتْ مِنْهُ فَنَظَرْتُ اِلَى التَّخْتِ فَاِذَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَيْهِ بِانْفِرَادِهٖ وَجَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَى الْاَرْضِ جَالِسُوْنَ مِثْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَنُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَقَفْتُ اَنْظُرُ وَاَسْمَعُ كَلَامَهُمْ فَخَاطَبَ مُوْسٰى نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ قَدْ قُلْتَ (عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ) فَاَرِنَا مِنْهُمْ وَاحِدًا فَقَالَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلَى الْاِمَامِ الْغَزَالِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ فَسَاَلَهٗ مُوْسٰى سُؤَالًا فَاَجَابَهٗ بِعَشَرَةِ اَجْوِبَةٍ فَاعْتَرَضَ عَلَيْهِ مُوْسٰى بِاَنَّ الْجَوَابَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُطَابِقَ السُّؤَالَ وَالسُّؤَالُ وَاحِدٌ وَالْجَوَابُ عَشَرَةٌ فَقَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْاِعْتِرَاضُ وَارِدٌ عَلَيْكَ اَيْضًا حِيْنَ سُئِلْتَ (وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ) وَكَانَ الْجَوَابُ عَصَايَ فَاَوْرَدْتَ صِفَاتٍ كَثِيْرَةً۔"

(تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت امام راغب اصفہانی اپنی کتاب "محاضرات" میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شاذلی (قدس سرہ) صاحب البحر نے فرمایا کہ میں مسجد اقصےٰ میں لیٹا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ مسجد اقصےٰ سے باہر حرم کے وسط میں ایک تختِ شاہی رکھا گیا ہے اور کثیر خلق جوق در جوق داخل ہو رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیسا اجتماع ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انبیاء اور رسول (علیہم السلام) ہیں اور اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ حسین حلاج کے بارے میں جن سے سوء ادبی کی خطا سرزد ہو گئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شفاعت کریں۔ میں نے دیکھا کہ تختِ شاہی پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تشریف فرما ہیں اور سارے انبیاء حضرت ابراہیمؑ، موسیٰ، عیسیٰ نوح وغیرہم (علیہم السلام) زمین پر بیٹھے ہیں۔ پس میں وہاں کھڑا ہو کر ان کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے لگا۔ حضرت موسیٰؑ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔ ان میں سے کوئی ایک ہمیں دکھائیں۔ آپؐ نے حضرت امام غزالی کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ نے امام غزالی سے ایک سوال دریافت کیا۔ انہوں نے دس جواب دے دیئے۔ اس پر موسیٰ نے اعتراض کیا کہ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیئے۔ سوال صرف ایک ہے اور جواب دس۔ تو امام غزالی نے کہا کہ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا تھا مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ۔ جواب تھا عصای (میرا سونٹا) مگر آپ نے اس کی بہت سی صفات بیان کر دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی مصروفیات

۱۱-۱۲-۱۳ احسان ۱۳۶۲ ہش (جون ۱۹۸۳ء)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۱۱-۱۲-۱۳ر جون کی تاریخوں میں مجموعی طور پر ۲۱۱۵ خطوط موصول ہوئے جن میں سے ۳۲۲ خطوط بیرون پاکستان سے ۱۶۹۱ خطوط اندرونِ پاکستان سے اور ۱۰۲ خطوط دفاتر جماعت احمدیہ سے موصول ہوئے۔ ان تین ایام میں حضور ایدہ اللہ کی طرف سے مجموعی طور پر ۲۲۶۸ خطوط روانہ کئے گئے۔ ان میں سے ۲۹۴ خطوط دفاتر جماعت احمدیہ کے نام تھے ۲۳۶ خطوط احباب جماعت کے نام حضور کے مبارک دستخطوں سے اور ۱۷۳۵ خطوط پرائیوٹ سیکرٹری کے دستخطوں سے ارسال کئے گئے۔

ان تین دنوں میں حضور ایدہ اللہ نے مجموعی طور پر ۴۹۵ مرد و زن سے ملاقات فرمائی ان میں سے ۷ احباب دفاتر جماعت سے آئے۔ ۳۳ فیملیز سمیت کل ۱۹۲ مردوں، عورتوں نے انفرادی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ۵ اجتماعی گروپوں میں ۱۲۹۶ احباب نے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں مہمان دوست بھی شامل تھے۔ ان میں سے ۱۴ احباب ممالک بیرون سے تشریف لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و تندرستی سے رکھے اور اپنی تائیدات سے نوازتا رہے۔ آمین

احمدی طلباء و طالبات! کیا آپ نے اپنے نتیجہ کی اطلاع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور نظارت تعلیم کو بھجوا دی ہے؟ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسائل رمضان

مکرم عبدالماجد صاحب طاہر۔ رکن دارالافتاء ربوہ

(قسط دوم)

نوٹ

یہ مضمون مفتی سلسلہ کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے

سوال نمبر ۵۔

کیا روزہ کے لیے نیت ضروری ہے؟

جواب۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ

"روزے کے لیے نیت ضروری ہے بغیر نیت کا ثواب نہیں نیت دل کے ارادے کا نام ہے" (الفضل ۲۸ر جولائی ۱۹۱۴ء)

افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری مثلاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔ اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفید دھاری ظاہر ہو گئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے اور نماز فجر میں پچاس آیت پڑھنے تک کا وقفہ ہوتا تھا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

"عن زید بن ثابت قال تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوٰۃ قال قلت کم کان قدر ذالک قال خمسین آیۃ"

(ترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی تاخیر السحور)

ایک شخص صبح سے شام تک بغیر کچھ کھائے پیئے سویا رہا یا کسی کام میں ایسا منہمک ہوا کہ کھانے پینے کی ہوش ہی نہ رہی تو اس شخص کے اس فاقہ کو روزہ سمجھنا درست نہ ہوگا کیونکہ روزہ رکھنے کی اسکی نیت ہی نہ تھی اور نہ ہی اس کا یہ فاقہ اس ارادہ سے تھا کہ اس کا روزہ ہے۔

سوال نمبر ۶۔

اگر بوقت سحری روزہ کی نیت نہ تھی لیکن دس یا گیارہ بجے دن کے روزہ کا ارادہ کر لیا گیا ایسا روزہ جائز ہوگا؟

جواب

روزہ کی نیت طلوع فجر سے قبل کی جانی چاہیئے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہے، یا سویا رہا صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

"عن حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ"

(ابو داؤد، کتاب الصیام باب النیۃ فی الصیام)

یعنی روزہ صرف اسی شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کر لی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدخل علی بعض ازواجہ فیقول ھل من غداء فان قالوا لا قال فانی صائم"

(مسلم کتاب الصوم باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النہار)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لیے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ روزے نفلی تھے اسی طرح ایک حدیث میں کہ

"ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا ہے اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کرے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے"

(ابو داؤد کتاب الصیام باب شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان)

سوال نمبر ۷۔

ا۔ ایک شخص نفلی روزہ کی نیت کرتا ہے لیکن سحری کھانے سے رہ جاتی ہے تو کیا وہ روزہ رکھے؟

ب۔ ایک شخص رمضان میں رات کو بیمار تھا صبح سحری کے وقت طبیعت سنبھل گئی تو کیا وہ روزہ رکھے؟

جواب

الف۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ ضروری اور واجب نہیں۔ اس لیے اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے یہ نہیں کہ اس کا روزہ ہی نہیں۔

ب۔ اگر سحری کے وقت طبیعت اچھی ہو تو روزہ رکھنا چاہیئے۔ رات سے روزہ کی نیت ہونے کے معنے یہ ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے روزہ رکھنے کا ارادہ کر لے۔

سوال نمبر ۸۔

کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

جواب

سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں ویسے ضرورت اور عذر کی صورت میں سحری کھائے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"تسحروا فان فی السحور برکۃ"

(بخاری، کتاب الصوم)

یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے،

اسی طرح مسند امام احمد بن حنبل میں ایک روایت ہے۔

"السحور برکۃ، ان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین"

سحری میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر خیر و رحمت نازل کرتے ہیں

سوال نمبر ۹

ایک شخص کا سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں؟

جواب

حضرت اقدس نے فرمایا۔

"ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"

(بدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء)

سوال نمبر ۱۰

قرآن کریم کی آیت

ثم اتموا الصیام الی اللیل میں

اللیل سے از روئے لغت کیا مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کی افطاری کے بارہ میں کیا عمل تھا؟

جواب

لغت میں لیل کے معنی ہیں "من مغرب الشمس الی طلوع الشمس" یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر اس کے طلوع ہونے تک کے وقت کو لیل کہتے ہیں۔ لیکن سنت متواترہ اور امت کے اجماعی عمل سے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں ساری رات مراد نہیں بلکہ اس کا کوئی حصہ ہے جس میں روزہ افطار کرنا ہے اب ہم اس حصہ کی تعیین کے لیے قرآنی محاورہ پر غور کرتے ہیں تو یہ رات کا آغاز یعنی سورج غروب ہونے کا وقت بنتا ہے کیونکہ "الی" کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ رات آنے تک رکھنا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی افطار کر لینا ہے۔ چنانچہ احادیث بھی اس مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اذا اقبل اللیل وادبر النہار وغابت الشمس فقد افطر الصائم"

(بخاری، کتاب الصوم باب متی افطر الصائم)

کہ جونہی مشرق سے رات آئے اور مغرب کی طرف دن جائے (یعنی سورج افق میں غائب ہو جائے) تو اسی وقت روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہیئے

اسی طرح فرمایا۔

لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (بخاری باب تعجیل الافطار)

یعنی جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے اس وقت تک بہتری اور بھلائی ان کے ساتھ رہے گی۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"یہود و انصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے"

(ابن ماجہ، کتاب الصوم باب فی تعجیل الافطار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ جلدی افطار کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ پس یہی سنت متواترہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے تمام علماء کا اسی کے مطابق عمل ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

ثم اتموا الصیام الی اللیل۔

اس جگہ لیل سے گہری تاریکی مراد نہیں بلکہ صرف سورج غروب ہونے کا وقت مراد ہے۔۔۔

۔۔۔ جن لوگوں کا وہم بڑھ جاتا ہے وہ پہلے تو سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرتے ہیں مگر چونکہ ابھی سرخی باقی ہوتی ہے اس لیے ان کی تسلی نہیں ہوتی اور وہ زیادہ انتظار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گہری تاریکی چھا جائے تب افطاری کرتے ہیں۔ یہ طریق شریعت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے "اتموا الصیام الی اللیل" کا حکم دیا ہے اور لیل کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر سورج نکلنے تک ہے یہ مراد نہیں کہ جب تک اچھی طرح تاریکی نہ چھا جائے اس وقت تک تم روزہ افطار ہی نہ کرو۔

(تفسیر کبیر بقرہ ص۲۱۳)

س:۔ مریض اور مسافر کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ اسلام ایک فطری اور وسطی دین ہے اس کے ہر حکم میں توازن ہے وہ نہ افراط میں جاتا ہے اور نہ تفریط میں۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

تعلیمات اسلامیہ کا اصول و محور ہے۔ اس لئے اسلام جہاں ایک عاقل، بالغ، باصحت مسلمان کا فرض قرار دیتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے وہاں وہ ایک بیمار اور مسافر کو اجازت دیتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں پورے کرے۔ جیسے فرمایا:۔

فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدۃٌ من ایامٍ اُخر

(البقرۃ:۔ ۱۸۵)

کہ تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی۔

۱۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"

(بدر ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

"سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہتا ہے اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔

(الحکم ۲۶ر جنوری ۱۸۹۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فیصلہ آیت قرآنی فعدۃٌ من ایام اخر پر مبنی ہے اور احادیث نبوی کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو عصاۃ (مسلم کتاب الصوم) قرار دیا ہے۔ جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے۔ امام زہری نے ان کو پہلے کی قرار دیا ہے (مسلم)

۲۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے۔ اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے

۳۔ وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے اور بحالتِ سفر روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضورؑ نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

۴۔ نفلی روزہ سفر کی حالت میں جائز ہے۔

۵۔ وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائیلٹ، سفری ایجنٹ دیہاتی ہرکارے وغیرہ وہ مقیم کے حکم میں ہوں گے۔ اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔ ہاں اگر نہیں رکھ سکتے تو بیمار کے حکم میں ہوں گے۔

(فیصلہ مجلس افتاء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اگر ریل کا سفر ہو کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے۔

(الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

س ۱۲۔ اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

ج۔ رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہیے۔ کون سا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ خود سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو۔ جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے۔ ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں"

(الفضل ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۲ء)

س ۱۳۔ بحالت سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

ج۔ سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے البتہ رمضان کے احترام میں بر سرِ عام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں۔ اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوتِ فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ اس صورت میں افطار یعنی روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

۲۔ اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔

۳۔ سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴۔ اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"

(بدر ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اور چوتھی بات یہ کہ جو سفر پر ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ سفر پر ہونے کے متعلق نہ یہ بتایا ہے۔ قرآن کریم نے کہ دس دن کے سفر پر ہو یا دس مہینے کے سفر پر ہو یا تین دن کے سفر پر ہو نہ یہ بتایا کہ دس میل کے سفر پر ہو یا پچاس میل کے سفر پر ہو۔ (سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام) نے اس لئے فرمایا کہ جو عرفِ عام میں سفر کہلاتا ہے وہ سفر ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم سیر کے لئے نکلتے ہیں کئی میل سیر کے لئے چلے جاتے ہیں کسی کے دماغ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم سفر پر ہیں اور ہم سفر کی نیت سے نکلتے ہیں اور ابھی دو میل نہیں گئے ہوتے تو ہمارا دماغ جان رہا ہوتا ہے کہ ہم سفر پر نکلے ہوئے ہیں۔ جو بیمار یا جو سفر پر ہو اس کے لئے جو سہولت دی گئی یہ اختیاری نہیں۔ جس طرح یہ حکم ہے کہ جب روزہ رکھنا تم پر واجب ہو جائے شرائط کے لحاظ سے روزہ رکھو اسی طرح یہ حکم ہے کہ جب تم بیمار ہو یا سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھو۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے"

(الفضل ۵ر جولائی ۱۹۸۱ء)

ماہنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ میں اضافہ

مرکز کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ماہنامہ انصار اللہ اپنے مضامین کی بہتری کے علاوہ اپنی ظاہری شکل و صورت یعنی کتابت طباعت اور کاغذ کے لحاظ سے بھی اپنے اعلیٰ معیار پر قائم رہے۔ پہلے اس کی طباعت لیتھو پر ہوتی تھی جسے دو تین سال قبل ختم کر کے اس کی طباعت ونڈ اٹیک پر کروا دی گئی جس کی وجہ سے اخراجات میں یک لخت اضافہ ہو گیا مگر اس وقت مجلس نے اس کی شرح چندہ میں اضافہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

طباعت کی تبدیلی نیز ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے اخراجات کی یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ فی رسالہ اخراجات اصل آمد سے بہت بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ماہنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ یکم وفا ۱۳۶۲ ہش / یکم جولائی ۱۹۸۳ء سے پندرہ روپے کی بجائے بیس روپے کر دی جائے احباب سے تعاون کی درخواست ہے۔

جو دوست یکم جولائی ۱۹۸۳ء سے قبل ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری قبول فرمائیں گے ان سے حسب سابق سالانہ چندہ صرف پندرہ روپے وصول کیا جائے گا۔

(صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

احمدی بہنوں کے نام پیغام

خدا کے فضل سے لجنہ اماء اللہ کا اجتماع قریب آ رہا ہے۔ احمدی بہنوں کو ابھی سے اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔ روحانی ترقیات کے حصول کے لئے دن رات نفس کی اصلاح میں مگن ہو جائیں۔ اور دعائیں کریں اور مرکز میں تشریف لاتے وقت درج ذیل امور کا خاص خیال رکھا جائے۔

- آپ کے ہر عمل سے اسلام کی اقدار کی شان بلند ہونی چاہیئے۔
- راستے میں مسافروں سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔
- سادگی اور وقار کو اپنا شعار بنائیں کہ اسی میں حسن ہے
- سب سے زیادہ پردہ کا خیال رکھیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ ہی حکم ہے۔ اور اسی میں عورت کی عزت اور تحفظ ہے۔
- اپنا وقت ضائع نہ کریں اور پورا پروگرام سنیں۔

(سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

رمضان المبارک میں اوقات کار

صبح ۶ بجے تا ۲ بجے دوپہر ہوں گے

مینجر:۔ کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون ۶۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیبت ایک مہلک مرض ہے

دنیا میں اچھے طور پر زندگی بسر کرنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ خود بھی آرام کی زندگی بسر کی جائے اور دوسروں کو بھی راحت و آرام میسر ہو امن عالم کا بنیادی نقطہ ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جہاں ہمیں بہت سی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے وہاں بہت سی باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے ان میں سے ایک بہت بڑا مرض غیبت کا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں چند اشخاص مل بیٹھیں وہاں کسی کی غیبت کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت سے سخت منع فرمایا ہے ایک مسلمان کو اپنے دوسرے بھائی جو اس وقت حاضر نہ ہو کی بدگوئی کرنے کے گناہ کا اندازہ آپ اس سے لگائیے کہ قرآن مجید نے اسے اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

پس ہمارا فرض ہے کہ جس قدر ممکن ہو ایسی بری عادت سے بچیں اگر ہمارے سامنے کسی کی کوئی بدگوئی کرے تو اس کی نہ سنیں اور اسے اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے آگاہ کریں۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ شخص جب دیکھے گا کہ ہم اس کی بات سننے کے روادار نہیں تو وہ بدی کی بات کرنے سے خود بخود باز آجائے گا اور ایسی بات آئندہ نہیں کرے گا۔

(شعبہ: تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

انقلاب اچانک آگیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ ہمیشہ تبلیغ کے نتیجہ میں جب آپؐ کو دُکھ دیئے گئے تو آپؐ تبلیغ سے باز آئے نہ دُکھ دینے والوں کو بد دعائیں دیں نہ اُن سے خوف کھایا اور نہ کسی پہلو سے بھی اپنا پیغام پہنچانے سے باز آئے باوجود اس کے کہ سوسائٹی نے آپؐ کا انکار کیا۔ آپؐ سوسائٹی میں حُسن پیدا کرتے چلے گئے اور یہ عمل جاری رہا یہاں تک کہ آپؐ کے ساتھ اور صبر والے شامل ہو گئے اور دُکھ اُٹھانے والے ملنے شروع ہو گئے دُکھ اُٹھانے والوں کا یہ قافلہ آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ انقلاب آیا۔ جس کے متعلق فرمایا کہ تم یہاں بیٹھ کے آج مُڑ کر تاریخ کو دیکھتے ہو، سمجھتے ہو اچانک ہو گیا۔"

"خطبہ جمعہ الفضل ۱۵ مئی ۱۹۸۳ء"

سب انصار بھائی کام کریں تو یہاں بھی انقلاب آسکتا ہے۔

(قیادت اصلاح وارشاد انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

درخواست ہائے دُعا

- مکرم ادریس احمد کا اپریشن ۸ جون ۸۳ء کو مغربی جرمنی میں ہوا ہے۔
- مکرم لطیف احمد صاحب دارالعلوم غربی ربوہ لکھتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ کا اپریشن سول ہسپتال سرگودھا میں ہوا ہے۔
- مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب لکھتے ہیں ہیں کہ ناظم اطفال الاحمدیہ جہلم شہر مکرم منظر اقبال صاحب ٹائیفائیڈ بخار میں مبتلا ہیں کمزور بہت ہیں۔
- مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب سرگودھا لکھتے ہیں کہ ان کے گھٹنہ کی تکلیف میں بہت افاقہ ہے مگر اب ان کے معدہ میں بہت تکلیف ہے
- مکرم عبدالحی صاحب آف وزیر آباد لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم میاں مشتاق احمد صاحب کریانہ سٹور مین بازار وزیر آباد پر فالج کا حملہ ہوا ہے شوگر کی بھی تکلیف ہے اور آنکھ میں سفید موتیا بھی اُتر رہا ہے۔
- مکرم اقبال احمد خاں صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع مظفر گڑھ تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم نثار احمد خان صاحب مربی سلسلہ کے برادر اکبر سلیم احمد خاں صاحب عرصہ ڈیڑھ سال سے ایک ابتلاء میں آگئے ہیں وہ کافی حد تک اس ابتلاء سے نجات حاصل کر چکے ہیں ابھی کچھ حصہ باقی ہے۔
- مکرم منیر حسین صاحب انور وار بہٹن ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ میری سب پریشانیاں دور فرمائے میرے اہلِ خانہ داعی الی اللہ بننے کی توفیق عطا کرے اور ہمارا انجام نیک ہو۔
- محمد داؤد احمد ناظم اطفال الاحمدیہ گکھڑ منڈی لکھتے ہیں کہ انہیں لمبے عرصے سے کمر درد کی تکلیف ہے جو ان دنوں کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔

قارئین الفضل سے ان سب دوستوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

برائے خصوصی توجہ ناصرات الاحمدیہ

رمضان المبارک کا مہینہ آگیا ہے۔ ناصرات کی بچیوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب وہ مسجدوں میں (جہاں خواتین کے لئے انتظام ہو) نمازوں اور درس قرآن کے لئے جائیں تو مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں:۔

۱۔ مسجد میں خاموشی سے بیٹھیں۔ باتیں کرنے اور ہنسنے سے پرہیز کریں۔
۲۔ نماز کے لئے جس صف میں جگہ خالی ہو وہاں بیٹھیں آگے جانے کی کوشش نہ کریں۔
۳۔ پنکھے کے قریب بیٹھنے یا سہیلیوں کے پاس بیٹھنے کے لئے بار بار جگہ نہ بدلیں۔ ایک ہی جگہ بیٹھی رہیں۔
۴۔ نمازی کے آگے سے نہ گزریں اور جب نماز کے لئے کھڑی ہوں تو جگہ خالی نہ چھوڑیں کندھے سے کندھا ملائیں۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

دُعائے مغفرت

- خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم بشیر احمد صاحب مورخہ ۳۱ مئی بروز منگل وار ڈیڑھ بجے بعد دوپہر چار یوم کی مختصر سی علالت کے بعد سول ہسپتال سیالکوٹ میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

یکم جون کو ۶ بجے صبح موضع ککھانوالی ضلع سیالکوٹ میں خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں گاؤں میں موجود احمدیوں کے علاوہ مانگا چانگریاں اور لیتے سے بعض احمدی احباب نیز گاؤں سے بعض غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے مرحوم کئی برسوں سے جماعت احمدیہ ککھانوالی لیتے کے صدر چلے آرہے تھے۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ساٹھ برس تھی آپ نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ تین بیٹے ایک بیٹی اور دو پوتیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں صرف ایک بڑا بیٹا شادی شدہ ہے دو بیٹے اور بیٹی قابل شادی ہیں اللہ تعالیٰ پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو انہیں صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی مغفرت و رحمت کی وسیع تر چادر میں ڈھانپ لے۔ آمین

(محمد احمد جاوید فاضل کارکن دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

لاہور میں درس القرآن

مورخہ ۱۷.۶.۸۳ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں مکرم و محترم مولانا عبدالسلام صاحب طاہر سورۃ نور آیت استخلاف کا درس دیں گے۔

احباب سے شرکت کی درخواست ہے

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور)

بیرون ربوہ میں
قابل فروخت پلاٹ اور مکان
گوجرانوالہ میں آفیسرز کالونی میں ایک باموقع کارنر پلاٹ اور فیصل آباد میں پیپلز کالونی میں ایک مکان برائے فوری قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب ہم سے رابطہ قائم کریں۔
مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر گولبازار ربوہ فون ۵۱۷

دماغی اور جلدی
امراض کے علاج اور مشورہ کے لیے: حکیم قاضی نذر محمد
قاضی دواخانہ چک چٹھہ رجسٹرڈ
حافظ آباد) گوجرانوالہ

ربوہ گیس سنٹر
رمضان المبارک میں گیلے بالن اور
تیل مٹی سے نجات
کے لئے
لائف لائن کے ایل پی جی
گیس سلنڈر
حاصل کریں۔ صرف چند کنکشن باقی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں آپ کو پچھتاوا ہو۔ پہلے آیئے۔ پہلے پایئے
آپ کے خادم:۔ ربوہ گیس سنٹر کالج روڈ ربوہ
فون رہائش ۴۱۰

حیرت انگیز ایجاد .... فوری علاج
کیل چھائیاں داغ دھبے
دور کرنے اور چہرہ کی صفائی کیلئے
کوئیک بیوٹی کریم
قیمتی اجزاء سے تیار شدہ فوراً اثر کرنے والی
قیمت ۱۹/۵۰ - بذریعہ ڈاک آپ تک پہنچانے کا انتظام
گفٹ سنٹر باجوہ مارکیٹ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمر تعلیم القرآن کلاس میں شمولیت کے (۱۸) فوائد

مکرم فضل احمد شاہد صاحب واقف زندگی ۔ ربوہ

خدا تعالیٰ کا ہم پر عظیم فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ۔ جماعت احمدیہ میں افرادِ جماعت کی تربیت کیلئے کئی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں ۔ ان پروگراموں میں سے ایک اہم پروگرام فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کا بھی ہے ۔

اس کلاس میں شمولیت کے کئی فوائد ہیں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۔

۱ ۔ مقرب الی اللہ بننے کیلئے صحبتِ صادقین کی ضرورت ہے اور یہ کلاس صحبت صالحین و صادقین کے کئی مواقع فراہم کرتی ہے ۔

۲ ۔ اس کلاس میں شامل ہونیوالے طلباء و طالبات داعی الی اللہ بننے کے دلائل سیکھتے ہیں ۔ ہمارے آقا ان ایام میں داعی الی اللہ بننے کی تلقین مسلسل فرما رہے ہیں ۔ احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ حضور اکرم کے فرمان اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ ۔ کے تحت اپنے بچوں کو بکثرت اس کلاس میں بھیجیں تاکہ وہ داعی الی اللہ بن سکیں اور برکات خلافت سے حصہ پا سکیں ۔

۳ ۔ یہ کلاس تفقہ فی الدین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے ۔

۴ ۔ امام وقت کی صحبت ۔ ملاقات ۔ حضور کے روح پرور کلمات اور حضور کی دعائیں حاصل کرنے کا انمول موقع ہے ۔

۵ ۔ اس کلاس میں شامل ہونیوالے طلباء کے دلوں میں مرکزِ احمدیت سے مضبوط تعلق پیدا ہوتا ہے ۔

۶ ۔ اگر طلباء و طالبات کلاس کے پروگراموں میں باقاعدگی اختیار کریں اور ذوق و شوق سے حصہ لیں تو واپس آکر جماعت کی تربیت کر سکتے ہیں ۔

۷ ۔ علماء سلسلہ سے رابطے اور ان سے استفادہ کا بہترین ذریعہ ہے ۔

۸ ۔ اس کلاس کے پروگراموں کی بناء پر نفس کو کچلنے کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے ۔

۹ ۔ اس کلاس میں شامل ہونے والے وقت کی قدر ۔ پابندیٔ وقت کو شعار بناتے ہیں جو ان کے لئے بے حد مفید ہے

۱۰ ۔ یہ کلاس دینی علوم کے حصول کی طرف راہنمائی کرتی ہے ۔

۱۱ ۔ جذبۂ مسابقت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے

۱۲ ۔ چند ایام دنیوی مشاغل سے آزاد رہ کر منقطع الی اللہ بننے کا تجربہ انسان کو حاصل ہوتا ہے ۔

۱۳ ۔ ازدیادِ ایمان کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے ۔

۱۴ ۔ احمدی بھائی اپنے بھائیوں سے اور بہنیں اپنی بہنوں سے تعلقات مضبوط کرتی ہیں تعارف بڑھتا ہے ۔

۱۵ ۔ مرکز میں آنے والے اپنی پسندیدہ کتب خرید سکتے اور دینی معلومات کو وسیع کر سکتے ہیں ۔

۱۶ ۔ محبتِ الٰہی کے حصول میں لذت حاصل ہوتی ہے ۔ اس تجربہ سے فائدہ اٹھا کر انسان ہر آن اس لذت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے ۔

۱۷ ۔ ان ایام میں دعاؤں کا خاص موقع ملتا ہے ۔

۱۸ ۔ ہر انسان کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق نئے تجربات حاصل ہوتے ہیں ۔

چند موٹے موٹے فوائد بطور نمونہ تحریر کئے گئے ہیں ۔ اے سعید الفطرت بھائیو اور بہنو ! رمضان المبارک کے فوراً بعد اس کلاس میں دیوانہ وار شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری کر لو کمریں کس لو اور چند ایام ارضِ ربوہ میں رہ کر ان گنت برکتیں پاؤ ۔ پھر ان کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھو بلکہ آگے ہی آگے پھیلاتے چلے جاؤ ۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے قیمتی ایام میں تمام روکاوٹوں کو دور کر کے ربوہ آنے کی تلقین کریں ۔

جماعت احمدیہ دن بدن ترقی کر رہی ہے فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے کا وقت آگیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ نئی نسلیں آنے والوں کے استقبال کے لئے تیاری کریں ۔ اے نوجوان بھائیو اور بہنو بزرگان جماعت زبان حال سے یہ پکار رہے ہیں ؎

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

آئیے ہم اپنی ذمہ داریاں پہچانیں سستیاں ترک کر دیں اس حقیقت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثاروں اور فدائیوں نے حصول علم اور صحبت صادقین ۔ طلب روحانیت کے سلسلہ میں کیسے کیسے قابلِ رشک نمونے دکھائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق دیوانہ وار مرکز میں جاتے تھے اپنے لمحات کو دعاؤں اور صحبت صادقین میں گزارتے تھے آج بھی خلافت احمدیہ کے ذریعہ برکتوں کے دروازے کھلے ہیں صرف ہماری ہمت کی ضرورت ہے اپنے اندر ایسی عشق کی آگ پیدا کریں جو نفسانی لذات کو جلا دے اپنا مالٹو خدا یابی بنالیں ۔ دنیا طلبی سے منہ پھیر لیں ۔ اور خدا کی محبت بغیر کامل معرفت کے نصیب نہیں ہو سکتی اس لئے بار بار مرکز میں آئیں ۔ اپنے آقا کی دعائیں لیں ۔ اے نئی نسل جلد بیدار ہو ۔ جلد بیدار ہو آج نیندوں کے حرام کرنے کے ایام آگئے غفلتوں کے پردوں کو چیرنے کے دن آگئے ۔ ہمارے آقا تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے ہیں اور ہمیں یہ کہہ رہے ہیں ۔

؎ ہم سفر سنبھلے ہوئے آنا کہ رستہ ہے خراب

اشد ضروری اعلان

فضل عمر ہسپتال جو سلسلہ کا مرکزی ادارہ ہے اسکی کئی آسامیاں خصوصاً سٹاف نرس کی خالی پڑی ہیں ۔ ہسپتال کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ گیا ہے جس کے لئے ان آسامیوں کو فوری طور پر پُر کرنا درکار ہے ۔ اس سلسلہ میں فضل عمر ہسپتال کی طرف سے کافی عرصہ سے الفضل میں بار بار اعلان بھی ہو رہے ہیں مگر دوستوں کی توجہ اس طرف نہیں ہوئی ۔ خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ ابتداء میں جب ہسپتال شروع ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ کی بھی شدید خواہش تھی کہ احباب جماعت مرکز کے اس ضروری صیغہ میں آکر خدمت کریں ۔ حضرت مصلح موعودؓ کی اس خواہش کے پیش نظر خاکسار احباب جماعت خصوصاً سٹاف نرسوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی خدمات ہسپتال کیلئے پیش کریں ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

آسامیاں معہ گریڈ درج ذیل ہیں :-

نام آسامی	تعداد آسامی	گریڈ
سٹاف نرس	۳ آسامیاں	۹۸۰-۳۰-۸۳۰-۲۸-۵۵۰-۲۴-۴۳۰
میل نرس	۳ "	" " " "
اپریشن روم اسسٹنٹ	۱ آسامی	۷۵۰-۲۲-۶۴۰-۱۸-۵۱۴-۱۶-۳۷۰
ایرنسٹس	۳ آسامیاں	بالمقطع ۴۰۰/-
بیلدار	۱ آسامی	۳۲۵-۸-۳۶۵-۱۰-۵۱۵ معہ ۷۵/- روپے مہنگائی الاؤنس
مددگار کارکن	۱ "	۳۲۵-۸-۳۶۵-۱۰-۵۱۵
وارڈ اردلی	۲ آسامیاں	" " "

ضروری نوٹ :

مندرجہ بالا گریڈ کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے منظور شدہ مراعات یعنی امداد موسم سرما اور امدادی گندم بھی ملے گی ۔

ڈاکٹر مرزا منور احمد
(چیف میڈیکل آفیسر ۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فطرانہ اور عید فنڈ

فطرانہ اور عید فنڈ کے بارے میں گذارش ہے کہ :-

۱ ۔ عید فنڈ ہر دوست سے ان کی حیثیت کے مطابق ہر دو عیدوں کی مبارک تقاریب پر وصولی فرما کر مرکز میں بھجوا دیا جائے ۔ یہ چندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے ۔

۲ ۔ فطرانہ کی شرح ایک صاع گندم کی قیمت یعنی ۵/- روپے فی کس مقرر کی جاتی ہے جو خاندان کے جملہ افراد کے حساب سے ادا کیا جائے ۔ جو دوست پوری شرح سے ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ نصف شرح ۲/۵۰ روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کر سکتے ہیں ۔ بیرونی جماعتیں وصول شدہ فطرانہ کا ۱/۱۰ اور ربوہ کے حلقہ جات ۱/۴ حصہ مرکز میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع کروائیں گے ۔ باقی رقم مقامی طور پر مستحقین میں تقسیم فرمائی جائے ۔

(ناظر بیت المال آمد)